CHAUTHI DUNIYA
چوتھی دنیا
First International Urdu Weekly

ہندوستان کے معروف تھنک ٹینک ادارہ انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز سے شائع ہونے والی کتاب "ویژن 2025 سماجی واقتصادی ناہمواریاں: ہندوستانی معاشی ترقی کو ایک ہمہ گیر لائحہ عمل کی ضرورت کیوں ہے؟" کا رسم اجراء گزشتہ دنوں معروف دانشور پروفیسر امیتابھ کنڈو سابق صدر شعبہ سائنس جواہر لال نہرو یونیورسیٹی کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ اس موقع پر ملک کے مشہور دانشوروں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا جس کے اقتباسات قارئین کی خدمت میں پیش کئے جارہے ہیں۔

آئی او ایس ویژن 2025

سماجی واقتصادی نابرابری بڑھ رہی ہے

وسیم احمد
feedbackurdu@chauthiduniya.com

سماجی

واقتصادی عدم مساوات ہندوستان کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ مختلف تنظیمیں، دانشوران اور ماہرین اس عدم مساوات پر اپنی تشویشات کا اظہار کرتے رہے ہیں، ساتھ ہی اس پر قابو پانے کے لئے الگ الگ تجاویز بھی سامنے آتی رہی ہیں۔ ابھی حال ہی میں اسلامک آبجکٹیو اسٹڈیز نے "ویژن 2025 سماجی واقتصادی ناہمواریاں: ہندوستانی معاشی ترقی کو ایک ہمہ گیر لائحہ عمل کی ضرورت کیوں ہے؟" کے عنوان پر جو کانفرنس منعقد کی، اس میں ملک کے مختلف شعبوں سے متعلق ماہرین ودانشوروں نے جن خیالات کا اظہار کیا، یقیناً وہ حکومت کے لئے سبق آموز اور عوام کے لئے انکشافاتی ہیں۔

اقلیتوں کا فلاح وبہبود

اس کانفرنس میں اجرا کی جانے والی کتاب کی تحقیق میں یہ بات بتائی گئی کہ ہندوستان کے مسلمان سیاست میں اپنی شمولیت میں اضافہ کے خواہش مند ہیں لیکن ان کے منتخب نمائندے اس کمیونٹی کی فلاح وبہبود سے متعلق سوالات کو نظر انداز کردیتے ہیں جبکہ کسی بھی جمہوری ملک میں جمہوریت اس بات کی ضمانت دیتی ہے کہ ملک میں اقلیتی کے نظریات، خیالات اور ان کے ووٹ کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہئے۔ ان چیزوں کی اہمیت اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب حکومت

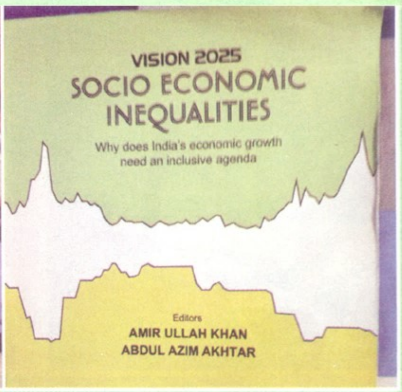

اکثریت کے اصول پر تشکیل پاتی ہو۔ ظاہر ہے اقلیت کو نظر انداز کیا جانا ایک حساس اور اہم مسئلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آئی او ایس ہندوستان میں مسلمانوں اور دیگر اقلیتی طبقات کے مسائل پر اپنا فوکس زیادہ کرتا ہے۔

مسلمانوں کے مسائل کو اٹھانے اور ان کی فلاح وبہبود سے متعلق سوالات اٹھانے کے لئے ایوان بالا سے لے کر اسمبلیوں میں ان کی خاطر خواہ نمائندگی ہونی چاہئے جبکہ مسلمانوں کی نمائندگی لوک سبھا میں محض 4 فیصد ہے۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں ان کے مسائل اور دشواریوں کے تعلق سے لوک سبھا میں سوالات کون اٹھائے گا۔ مذکورہ کانفرنس میں خاص طور پر یہ سوال اٹھایا گیا کہ آخر ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے تعلیمی، رہائشی، صحت، سیاسی نمائندگی اور سماجی اقتصادی کنڈیشن میں بہتری لانے کے لئے ایک جامع ایجنڈا کی ضرورت کیوں ہے؟

یہ سوال اور اس کے لئے ایک جامع ایجنڈا بنانے کی اس لئے بھی شدید ضرورت ہے کہ ملک میں مسلمان کئی سطحوں پر پسماندگی کے شکار ہیں۔ مسلمانوں کی تعلیمی سطح نہایت ہی نیچے کی طرف جارہی ہے۔ سچر کمیٹی رپورٹ میں انکشاف کیا گیا تھا کہ مسلمانوں کی تعلیمی حالت انتہائی کمتر ہے۔ لیکن اس رپورٹ کے بعد بھی مسلمانوں کے تعلمی معیار میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی اور ان کی تعلیمی حالت روز بروز خراب ہوتی جارہی ہے۔

غور کرنے والی بات یہ ہے کہ ملک میں خواندگی کا جو اوسط 2006 میں 59 فیصد تھا، وہ بڑھ کر 70 فیصد ہو چکا ہے مگر مسلمانوں کے تعلیمی معیار میں تب اور اب میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ دراصل ضرورت مسلم طبقے میں تعلیمی بیداری لانے کی ہے۔ اس کے لئیر پورٹ میں اس بات پر زور دیا گیا کہ اقلیتوں کے لئے اے ایم یو کی طرح مزید تعلیمی ادارے کھولے جائیں۔ اس کے علاوہ ریاستوں کو بھی چاہئے کہ وہ اس پسماندہ طبقے کو بہتر بنانے کے لئے اسکول، مدارس اور مکاتب کے کھولنے پر خصوصی توجہ دے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ 'سروسکشا ابھیان' کو ایم سی ڈی کے اسکولوں میں برابری کی بنیاد پر انجام دیا جائے۔

پولیس فورسز میں مسلم نمائندگی میں کمی

کانفرنس میں پیش کردہ رپورٹ میں بتایا گیا کہ ملک کے مسلمان چاہتے ہیں کہ انہیں سرکاری ملازمتوں خاص طور پر تعلیمی شعبے اور پولیس میں مناسب نمائندگی ملے۔ رپورٹ میں اس بات کو اجاگر کیا گیا ہے کہ سچر رپورٹ کے آنے کے بعد سے پولیس فورس میں مسلمانوں کا تناسب تیزی سے نیچے آیا ہے۔ 2006 میں پولیس فورس میں مسلمانوں کی حصہ داری 7.55 تھی جبکہ اِس وقت یہ فیصد کم ہو کر محض 6.5 فیصد رہ گئی ہے۔ اس پسماندگی کو دور کرنے کی راہ میں کسی بھی حکومت نے مسلمانوں کو تعاون نہیں دیا۔ گزشتہ دس برسوں میں ہمارے سامنے کنڈو کمیٹی کی تجاویز آئی ہیں جو کہ سچر کمیٹی رپورٹ کے بعد تیار کی گئی مگر اس کمیٹی کی سفارشات کو۔ بی جے پی۔ این ڈی اے کی حکومت نے خاص طور پر موجودہ حکومت کی وزارت برائے اقلیتی امور نے جس وقت کہ یہ وزارت نجمہ ہپت اللہ کے پاس تھی، ٹھنڈے بستے میں ڈال دیا۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کے سامنے صرف پسماندگی ہی ایک مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ انہیں نفسیاتی طور پر بھی پاکستانی ہونے کا طنز کر کے پریشان کیا جاتا ہے جبکہ ملک کا مسلمان اس طنز سے شدید تکلیف محسوس کرتا ہے اور اسے اپنے لئے بدنما داغ سمجھتا ہے۔ مسلمانوں کے اوپر اس طرح کے طنز پر لگام کسنے کی سخت ضرورت ہے۔

ملک کے اندر رائٹسٹ ہمیشہ سے اس بات کے لئے کوشاں رہتے کہ ہندوستانی مسلمانوں کا لنک پاکستان سے جوڑ دیا جائے، ایسے نظریات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی ضرورت ہے۔ اس نظریہ کو بی جے پی اور ہندوتو نظریہ کے حامل لیڈر زیادہ ہوا دیتے ہیں۔ 2015 میں سادھوی پراچا نے بالی ووڈ اداکار شاہ رخ خاں کو پاکستانی ایجنٹ کہہ دیا تھا اور یہ محض اس بنیاد پر کہ انہوں نے ملک میں بڑھتے عدم تحمل کی بات کہہ دی تھی۔ بات صرف سادھوی کی نہیں ہے۔ بی جے پی لیڈر کیلاش وجے وار گیا نے مذکورہ اداکار کے بارے میں یہاں تک کہہ دیا تھا کہ ان کی روح پاکستان میں بستی ہے۔ بی جے پی کے ہی ایک لیڈر رکن پارلیمنٹ ونے کٹیار نے گزشتہ سال یہ بیان دیا تھا کہ مسلمان جو یہاں رہتے ہیں انہیں پاکستان یا بنگلہ دیش چلا جانا چاہئے۔ ظاہر ہے یہ تمام باتیں نہ صرف ملک میں افراتفری کا ماحول پیدا کرتی ہیں بلکہ مسلمانوں کے تئیں نفرت کو بڑھاوا دینے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں جو کہ ملک وقوم کے لئے قطعی بہتر نہیں ہے۔

اس موقع پر ویژن 2025 کے ایڈیٹر پروفیسر امیر اللہ خان نے کہا کہ گزشتہ دہائی میں ہندوستان نے اگرچہ معیشت کو غیر معمولی بلندیوں تک پہنچایا ہے تاہم گزشتہ چند برسوں میں مسلم آبادی کی حالت زار مزید بدتر ہوئی ہے۔ ڈاکٹر ایس وائی قریشی سابق چیف الیکشن کمشنر نے اپنی تقریر میں مسلمانوں کے خلاف منفی رپوٹ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمیشہ مسلمانوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ صرف بچے پیدا کرتے ہیں اور اس میں سب سے آگے ہیں لیکن تعلیم اور دیگر سہولیات سے انہیں محروم رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں پر تعدد ازدواج کا الزام لگتا ہے کہ حالانکہ ہندوستان میں تعدد ازدواج مسلمانوں سے زیادہ ہندو، سکھ اور دیگر مذاہب میں پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر مونیکا بنرجی ڈائریکٹر نیشنل فاؤنڈیشن آف انڈیا نے اپنے خطاب میں ہندوستان بالخصوص بنگال کے مسلمانوں کا خصوصی تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہاں مسلمانوں کو صرف ووٹ بینک کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ حکومت انہیں ان کا حق نہیں دیتی ہے اور نہ ہی اس کی سہولیات کا خیال رکھا جاتا ہے۔ پروفیسر نوشاد علی آزاد سابق صدر شعبہ سائنس جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی نے پروفیسر امیر اللہ خان کو اس کام کیلئے مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ مجھے بے بنا خوشی ہے کہ میرے شاگرد نے اتنا اہم کارنامہ انجام دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ریسرچ انتہائی قیمتی اور مسائل حل کر کے اقلیتوں کی پریشانیوں کو دور کرنے میں بیحد معاون ہے۔ اس کو عام کرنے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پھیلانے کی ضرورت ہے۔ پروفیسر سدرشن صدر پبلک پالیسی جندال یونیورسیٹی وسابق سربراہ فورڈ فاؤنڈیشن ویو این ڈی پی نے کہا کہ یہ ریسرچ جسٹس سچر کمیٹی اور کنڈو رپوٹ کے کاموں کو آگے بڑھانے میں معاون ثابت ہوگی اور اقلیتوں کے مسائل دور کرنے میں اسے بخوبی کام لیا جاسکتا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر دانشوروں نے بھی اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور ملک میں مسلمانوں ودیگر اقلیتوں کی تعلیمی، سماجی ودیگر پسماندگی پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

خوف وہراس کا ماحول 70 برس سے جاری

خاص طور پر ڈاکٹر منظور عالم (ڈائریکٹر اسلامک اوبجکٹیو اسٹڈیز) نے مسلمانوں کی حالت، حکومت کے رویے اور پھر پسماندگی کو دور کرنے کے امکانات وتجاویز پر اپنے مخصوص اور موثر انداز میں صدارتی خطاب کے دوران کہا کہ آج جب ہم 2018 میں بات کررہے ہیں تو ہمارے ذہن میں 1947 کی تصویر گردش کررہی ہے۔ جو خوف وہراس کا ماحول اس وقت کے مسلمانوں میں قائم تھا وہ آج بھی مختلف طریقے سے پایا جاتا ہے اور دسیوں فسادات میں ہم اس کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسائل کو جاننے اور سمجھنے کا مطلب ہوتا ہے کہ ان مسائل کو حل کرنے کا آدھا کام مکمل ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر عالم نے کہا کہ تعلیم، صحت، طرز حیات، انصاف، تحفظ اور مسلمانوں کے دوسرے اکثر مسائل انہیں معاشرتی پسماندگی کی طرف لے جارہے ہیں۔ 1962، 1965 اور 1971 کی جنگوں میں مسلمانوں کی مثالی قربانیوں نے ان کی حب الوطنی کو بہت حد تک مضبوط بنا دیا تھا، اس کے باوجود آج تک ان کو حاشیے پر رکھنے کا عمل جاری ہے۔ ان وجوہات کا اندازلگانے کیلئے حکومتوں نے گوپال سنگھ کمیٹی، سچر کمیٹی اور مابعد سچر کمیٹی جس کو عرف میں کنڈو کمیٹی کہا جاتا ہے اور احقر بھی اس کا ایک رکن تھا، تشکیل دی گئی تاکہ مسلمانوں کی اقتصادی اور تعلیمی پسماندگی کو سمجھا جاسکے۔ وژن 2025 کو بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی کے طور پر دیکھنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستانی مسلمانوں کے متعلق آنے والی دوسری تحقیقاتی رپورٹوں اور ویژن 2025 میں بنیادی فرق یہ ہے کہ دوسری رپوٹیں سرکاری تھیں جبکہ یہ انسٹی ٹیوٹ آف آبجکٹیو اسٹڈیز نام کے ایک ایسے پرائیوٹ ادارے کی ہے جس کی اقوام متحدہ کے ساتھ سوشل اینڈ اکانومک روسٹر کی حیثیت سے وابستگی ہے۔

پروفیسر کنڈو نے مذکورہ کتاب کی جامعیت پر بات کرتے ہوئے کچھ ایسے ابواب کی طرف بھی اشارے کئے مثلاً ہاؤسنگ وغیرہ جس پر کتاب میں مزید بات کرنے کی ضرورت تھی۔ اپنے کلیدی خطبہ کے دوران انہوں نے کہا کہ ہندوستان میں پائی جانے والی سماجی ومعاشی ناہمواریوں پر ویژن 2025 کے عنوان سے یہ ریسرچ قابل ستائش اور وقت کی ضرورت ہے۔ اس میں سماج کے تمام اہم پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے۔ مکمل ڈیٹا دیا گیا ہے اور ملک کی حقیقی تصویر پیش کی گئی ہے جس پر عمل کرنے اور اسے عملی جامہ پہنانے کی ضرورت ہے۔

اس موقع پر انہوں نے ہندوستان میں اقلیتوں کے مسائل پر ایک مختصر رپوٹ بھی پیش کی جس میں بتایا کہ تعلیمی سلسلہ منقطع کرنے والے میں سب سے زیادہ مسلم بچے ہیں۔ کام میں مسلم خواتین کی نمائندگی انتہائی کم ہے۔ تاہم اب اس میں اضافہ ہونا شروع ہوگیا ہے لیکن دوسری پروبلم یہ ہے کہ جو خواتین گھروں سے نکل رہی ہیں، انہیں ملازمت نہیں مل پارہی ہے۔ انہوں صحت اور دیگر شعبوں میں بھی مسلمان کے مسائل کا تذکرہ کیا۔ ■